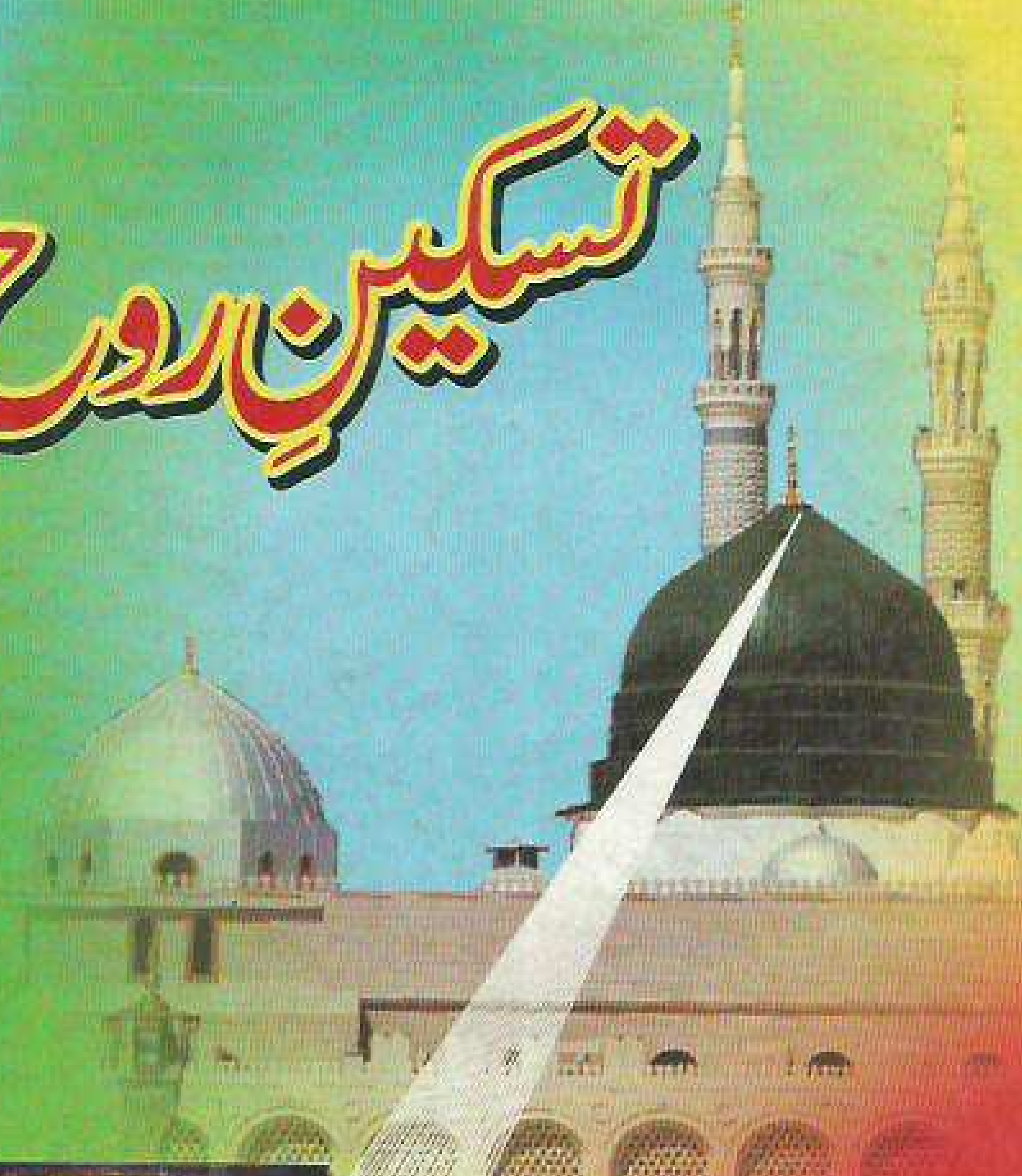
تسکینِ روح





محمد عثمان سالک مہروی

تسکین روح

محمد عثمان سالک

ادارہ پنجابی لکھاریاں جیا موسیٰ شاہدرہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب .... تسکین روح

شاعر .... پیر محمد عثمان سالک

ترتیب کار .... محمد اقبال زخمی

کمپوزنگ .... لکھاری کمپوزنگ جیا موسیٰ

شاہدرہ لاہور

صفحے 128

قیمت .... 75 روپے

پریس .... خادم پرنٹنگ پریس

چیٹر جی روڈ لاہور

ملنے کا پتہ

1- ادارہ پنجابی لکھاریاں جیا موسیٰ شاہدرہ لاہور

2- کاشانۂ مہروی مسلم ٹاؤن (گمٹالہ چوک) شکر گڑھ

انتساب نام

وہ جن کی ذات تسکینِ روح

وہ جن کی بات تسکینِ روح

وہ جن کا نام تسکینِ روح

وہ جن کا جام تسکینِ روح

وہ جن کی صورت تسکینِ روح

وہ جن کی سیرت تسکینِ روح

وہ جن کا پیار تسکینِ روح

وہ جن کا دربار تسکینِ روح

یعنی

قبلہ وکعبہ میرے ولیٔ نعمت امیرِ شریعت پیرِ طریقت
شمس العارفین زبدۃ الکاملین رہنمائے سالکین

جناب حضرت حکیم مہر الدینؒ مہر جہاں

ہے اُن کی ذات روح کی تسکین دلوں کا چین
ہادی وہ میرے پیشوا مہرِ جہاںؒ کی ذات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

عثمان سالک کی غزل گوئی

میں یہ دعویٰ تو نہیں کروں گا کہ دردؔ و غالبؔ کے بعد عثمان سالکؔ پہلے شاعر ہیں جن کی غزل میں مسائل تصوف کا بیاں ہے۔ یقیناً ایسے بہت سے شاعر اردو ادب کو ملے ہیں جن کی غزل مجازی محبوب کی زلفوں سے بالا تر ہے اور زندگی کے دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ مسائل تصوف کو بیان کرتا ہوا کوئی نہ کوئی شعر اہل تصوف کو تڑپا کے گزر ہی جاتا ہے مگر غزل کے اک اک شعر میں عشقِ حقیقی کے نظارے، مرشد کے سہارے اور صوفیانہ مسائل کی گتھیوں کو سلجھانے کی کوشش اردو غزل میں اور کہیں نظر نہیں آتی۔ پنجابی غزل کے دامن میں تنویر بخاری کی "شاعری" اور "بجھی عشق دی اگ نوں واء لگی" ضرور ہیں مگر اردو غزل میں یہ خلا اب تک تھا۔ یہ سعادت شاید پیر محمد عثمان سالکؔ کے حصے میں لکھی تھی۔

پیر محمد عثمان سالکؔ کی اس کتاب "تسکین روح" میں جہاں حمد باری تعالیٰ ہے۔ سرکار مدینہؐ کی نعتیں عشق رسولؐ میں ڈوب کر لکھی گئی ہیں۔ پھر یہ نعتیں سیرت رسول ﷺ کے بہت سے پہلو ہمارے سامنے اجاگر کرتی ہیں۔ عشق والوں کی روح کی تسکین کے لئے شاعر نے اپنے پیرو مرشد اور دیگر بزرگان کی منقبتیں بھی ڈوب کر لکھی ہیں۔ ان کا ایک ایک حرف روح کی گہرائیوں سے نکلتا ہے اور دل پہ اثر کرتا ہے۔ اس کتاب میں شامل نظمیں اور گیت بھی ایک صوفی کی منازل کی نشاندہی کرتے ہیں مگر یہ رنگ تو کسی دوسرے شاعر کے ہاں بھی نظر آجاتے ہیں اور اہل دل اپنی اپروچ کے مطابق خوبصورت سے خوبصورت شعر کہہ رہے ہیں مگر اردو شاعری میں ایسی جامع اور صوفیانہ فکر میں ڈھلی ہوئی

غزلیں کم ہی نظر آتی ہیں۔

عثمان سالکؔ حضرت پیر حکیم مہر الدینؒ کی نظر عنایت کے صدقہ میں سرمایہ ءدین سے سرفراز ہوئے ہیں۔ان کی غزل کے یہ اشعار دیکھیں وہ اپنے مرشد کے در کا سگ بننے کو کتنا بڑا اعزاز قرار دیتے ہیں اور کیسے ان کی عظمت و بڑائی کے گن گاتے ہیں۔

تیرے در کی عظمت و شان اللہ اللہ
خدا کی خدائی جھکی جا رہی ہے
عطا جو ہوئی تیرے در کی گدائی
تیرا یہ کرم ہے تیری عظمتی ہے
مجھے بابِ جنت میرے دل کی راحت
اُن کی گلی ہے بس ان کی گلی ہے
تجھے زندگی کا محاصل ہو سالکؔ
پکاریں سبھی یہ سگِ مہروی ہے

یہ مہروی در جس کی کا سگ بنا عثمان سالکؔ کے لیے زندگی کا محاصل ہے۔کیا ہے؟ یہاں کس کس کو کیا کیا ملتا ہے؟ کس کے نصیب کیسے جاگتے ہیں۔ ”تسکین روح“ میں جگہ جگہ علامتوں اور استعاروں کے پردے میں بہت کچھ بیان ہوا ہے مگر یہ شعر دیکھیں ان میں تو علامت کے استعمال کا تکلف بھی نہیں کیا گیا۔

ہزاروں گلستانوں میں ہزاروں لالہ زاروں سے
جو دیکھا منفرد پایا یہ مہری گلستاں ہم نے
تمہارے آستانے پر جو سالکؔ سر جھکا بیٹھے
زباں والوں کو بھی دیکھا یہاں پر بے زباں ہم نے

”تسکین روح“ کی ان غزلوں میں حضرت عثمان سالکؔ نے جگہ جگہ اپنے محبوب

اپنے آقا اپنے مرشد کی شان بیان کی ہے مگر فنی کمال یہ ہے کہ تغزل کے سارے تقاضے بھی پورے کر دیئے ہیں۔

تمہارے اس سراپا سے ٹپکتا ہے دیہاتی روپ
حسن کو یوں چھپا رکھنا میں اس کا اک فضل لکھوں
میں اُس شہکار کی تعریف میں کیا کیا لکھوں سالکؔ
جسم نازک سنبل لکھوں کہ چشم آہو مثل لکھوں

موجودہ دور میں بہت سے لوگ ایسے مل جاتے ہیں جو اپنی حرص و ہوس کے باعث تصوف اور اہل تصوف کے لیے بدنامیاں خرید رہے ہیں مگر حرص و ہوس کی یہ دوستی فقراء کی نظر میں کیا مقام رکھتی ہے۔ صوفی اس میں مبتلا ہو کر کیسا دھوکا کھاتا ہے۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عثمان سالکؔ لکھتے ہیں۔

زہر قاتل ہے فقر کی دوستی حرص و ہوس
ایک دھوکہ ہے ایسے مہرباں کی دوستی

پیر محمد عثمان سالکؔ کی غزل کا نمایاں رنگ تصوف 'اہل تصوف اور مسائل تصوف ہیں مگر اس کتاب میں ایسے شعروں کی بھی کمی نہیں جنہیں پڑھ کر یہ ماننا پڑتا ہے کہ جدید اردو غزل کا غزال بھی انہی کا پانی بھرتا ہے۔ چند اشعار دیکھیں۔

ہوں گے جب تخریبی عنصر ذہن میں اے باغباں
تشویش کن ہو گی چمن سے باغباں کی دوستی
حب الوطنی قومی غیرت جس کا نصب العین ہو
فخر بنتی ہے یہاں ایسے جواں کی دوستی

غمِ جاناں' غمِ فرقت' شبِ ہجراں' جگر سوزی
ان ہی چار تنکوں پر بنایا آشیاں ہم نے

محبت کا مفہوم ہی الزام ہے الزام
یہ پیار میں بدنامیاں زیور ہیں پیار کا
نفرت سے ہی جو لوگے ،لو گے تو مرا نام
یوں بھی تری زبان سے چرچا مرا ہوا

فکری پختگی، بیان کی تازگی اور شعری لطافتوں سے بھرپور یہ غزل اِس سوچ کو مزید پختہ کرتی ہے کہ بڑے شہروں سے دور مضافات میں بیٹھے ہوئے گمنام شاعر آج بھی ہمارے کلاسیکی صوفی شعراء کی طرح بلند پایہ اور ہمیشہ زندہ رہنے والی شاعری کر رہے ہیں۔

ارشد اقبال ارشد
صدر شعبہ پنجابی
گورنمنٹ اسلامیہ کالج گوجرانوالہ

ایک عاشق حقیقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سالک صاحب کی زیرِ نظر کتاب "تسکین روح" پڑھنے کے بعد یقیناً ہر قاری یہ محسوس کرے گا کہ تصوف اور فطرت کسی بھی لحاظ سے ایک دوسرے سے الگ نہیں ہیں۔ تخلیق کائنات عین فطرت اور محبت تخلوق کائنات تصوف ہے۔ تصوف ایک ورثہ ہے پنجاب کی سرزمین پر اولیاء اکرام کا جن میں معروف صوفی بزرگان تصوف بابا فرید' سلطان باہو' شاہ حسین اور میاں محمد صاحب کے اسماء مبارک نمایاں ہیں۔ جناب سالک صاحب کا پنجابی اور اردو کلام پڑھنے کے بعد یہ احساس ہوتا ہے کہ سالک بھی انہی بزرگوں کی راہِ تصوف کا کوئی مسافر ہے جسے اللہ اور رسول ﷺ اور اپنے مرشد کی محبت نے بے قرار کر رکھا ہے۔ اللہ سے محبت کا ایک اظہار سالک کچھ یوں خوبصورتی سے کرتے ہیں۔

ترے جلوے دہر میں سو بہ سو
تو ہی وحدہ' تو ہی وحدہ'
میری سانس میں تری جستجو
تو ہی وحدہ' تو ہی وحدہ'

سالک روشنی اور دہر میں غرض ہر جگہ اپنے اندر اور باہر اپنے خالق کے جلوے دیکھتے ہیں اور اُس کے ساتھ ساتھ اپنی ہر سانس میں محبوب خدا کو محسوس کرتے ہیں اور پھر

عشق حقیقی کے ساتھ اُس کے لاشریک ہونے کو وحدہٗ وحدہٗ پکار کر تصدیق کرتے ہیں۔ بے شک سالک رحمت عالم نورِ مجسم محمد ﷺ سے محبت کو اپنی اور انسانیت کی خوش نصیبی کچھ اس طرح سے بیان کرتے ہیں۔

زہے نصیب تیرا آستاں نصیب ہوا
وہی عظیم ہوا جو ترے قریب ہوا

سالک نبی اکرم کی محبت کو عظیم بننے کے لئے سند قرار دیتے ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ آپ کی روحانی قربت کو انسان کی خوش نصیبی بیان کرتے ہیں۔ سالک ابھی تشنہ لب ہیں اور کسی محبوب حسرت کو دل میں لیے تڑپتے ہوئے کچھ یوں نظر آتے ہیں

تجھے کیا بتاؤں غمِ دل کی بے قراری
یہی آرزوِ دل ہے کبھی دید ہو تمہاری

یہ بے قراری یہ دل اور غم فقط آپ کی ایک دید کے لیے ہے۔

اس تڑپ اور عشق حقیقی کو دیکھتے ہوئے مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یقیناً سالک بھی عصرِ حاضر کا ایک عظیم صوفی ہے۔ صوفی تصوف کی راہ پر چلنے والے کو کہتے ہیں اور اِس راہ پر منزل کسی مرد کامل کے بغیر ہرگز نہیں ملتی لیکن سالک کا اندازِ تحریر بتاتا ہے کہ اُسے کوئی مرد قلندر مل گیا ہے جس نے اس کے دل میں عشق کی آگ کو بڑھا دیا ہے اور سالک اسی آگ میں اپنے جذبوں کو لفظوں کا رنگ دے کر اللہ اور رسول ﷺ اور اپنے مرشدِ کامل سے محبت کا اظہار شعروں کے روپ میں مسلسل سفید کاغذ پر تحریر عشق کی سن لکھے جا رہا ہے۔ مرشد سے محبت سالک کے نزدیک بڑی قیمتی چیز نظر آتی ہے۔ سالک نے اپنی تحریروں میں جگہ جگہ اپنے مرشد کو "مہر جہاں" اور مہر دین اور دوسرے بہت سے ناموں کے ساتھ یاد کیا ہے۔ جیسے کچھ یوں

جگمگا اٹھا جہاں انوار مہر الدینؒ سے
ہو گیا آباد گلشن پیار مہر الدینؒ سے
قدسیوں کی انجمن میں ذکر ہے مہر جہاں
پوچھ لے کوئی مرے سرکار مہر الدینؒ سے

مرشد سے یہ اظہارِ محبت اور وہ بھی سر عام سالک کو ایک عاشقِ حقیقی قرار دیتا ہے۔ آخر میں صرف اتنا کہوں گا کہ تحصیل شکر گڑھ کی تاریخ میں سالک جیسا خوبصورت پنجابی اور اردو لکھنے والا اور شعر و سخن سے محبت رکھنے والا دوسرا کوئی شاعر ہر گز نہیں ہے۔ میری دعا ہے کہ سالک اسی طرح شعر ادب کی خدمت کرتے رہیں۔ والسلام

مسافر لودھی

8-8 -2001

ان کی ذات بھی تسکین روح ہے

حضرت پیر محمد عثمان سالک مہروی دامت برکاتہم نے مجھے اپنی شاعری بعنوان "تسکین روح" پر لکھنے کا حکم فرمایا جو کہ میرے لیے بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔ ان کی شاعری پر میں کیا تبصرہ کروں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف۔ سرزمین شکرگڑھ کے لئے یہ بہت بڑی سعادت کی بات ہے کہ اس سرزمین پر پیر محمد عثمان سالک جیسے شاعر اپنے مرشد کی ثناء خوانی میں مصروف ہیں۔ ان کی شاعری خواہ غزل ہو یا نظم حقیقت میں اپنے مرشد سے عقیدتوں کا اظہار ہے۔ جنابِ سالک کو پیر و مرشد کے وصال کے بعد جب ہجر نے ستایا تو یہ تک لکھ گئے ہیں۔

کافر ہے جس کو زندگی تم سے عزیز ہے
کیوں دامنِ حیات چھڑا کر چلے گئے

ان کی شہرت مندانہ شاعری ہماری سوچ سے بہت بلند ہے۔ میرے لئے ان کی شاعری کے علاوہ ان کی ذات بھی تسکین روح ہے۔

احمد افتخار ملک

چیف ایڈیٹر ہفتہ روزہ "تفاوت" شکر گڑھ

تسکین روح

سر افگندیم بسم اللہ مجریھا و مرسھا

میرے ہاتھوں میں "تسکین روح" کا روح افروز سامان ہے۔ جسے صوفیِ باصفا جناب قبلہ محمد عثمان سالک مہروی نے اہل روح کے لیے تشکیل دیا ہے۔ شاعری وارداتِ قلبی کے اظہار کا نام ہے' اس اظہار کو جناب سالک نے کسطرح الفاظ کا جامہ پہنایا' یہ تو آپ کو مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ اس میں عشق و محبت کے روپہلے جذبے بھی ہیں۔ حسن یار کے نظر نواز جلوے بھی ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کو ایک سالکِ راہ ہی بیان کر سکتا ہے۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے دل جلا کے سر عام رکھ دیا

غلام مصطفٰے مجددی

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ

ہم ہوئے مجبور دل

نعت رسول ﷺ ایک ایسی صنف ہے کہ جس میں جہاں تخیل کی پرواز ختم ہو جاتی ہو وہاں سے نعت شروع ہوتی ہے اور یہ شاعر تصور کی مسافتیں طے کرتے ہوئے حدود سے آگے نکلتا نظر آتا ہے۔

آوازوں کے اس سمندر سے اک آواز صاف سنائی دینے لگی ہے جس کا نام حضرت عثمان سالک ہے۔

اس سے پہلے اس شاعر نے پنجابی زبان میں "نین پیاسے" کے ساتھ پذیرائی حاصل کی ہے۔ اس بار اردو زبان جس کے بارے میں کہا ہے کہ "آتی ہے اردو زباں آتے آتے" کا سہارا لے کر "تسکین روح" تشنگان ادب اور قدر دانِ سخن کا متلاشی وارداتِ روح دل کو بیان کرتا ہے۔

جہاں تک شاعری میں عروض کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ طبع سلیم میں ہے اور اس کے لئے ماحول میں شائستگی لازم ہے جو کہ یہاں ممکن نہیں۔ اس شاعر نے غزل کی زلفیں کچھ اس انداز سے سنواری ہیں کہ یہی انداز انہیں دوسروں سے ممتاز کرتا ہے۔

وہ ہوئے منظور محفل ہم ہوئے مجبور دل\
منتظر ہیں کب پڑے گی اک نظر بھی ہوئی

ندیم اختر ندیم شکر گڑھ

شکر گڑھ ضلع نارووال

حرف تمنا

میری شاعری کی اصل کہانی میرے پیرو مرشد میرے آقا و مولا حکیم مہر الدینؒ مہر جہاں تاب کے گرد گھومتی ہے جنہوں نے مجھ جیسے روسیاہ' گنہگار کو اپنا ورد عطا کیا اور سیدھی راہ پر چلایا ورنہ

در در بھٹک رہے تھے بے خانماں سے ہم
فقط تم نے آسرا دیا مہر جہاں کی ذات

یہی حقیقت ہے کہ میری شاعری عام شاعری نہیں اور میں شاعر ہوں بھی نہیں۔ مجھے تو صحیح معنوں میں اردو لکھنی بھی نہیں آتی نہ میرے پاس اتنی تعلیم ہے۔ بس یوں سمجھیں کہ

بر آئینہ میرا عکس ہے پس آئینہ کوئی اور ہے

ہوا یوں کہ اپنے گناہوں پر جب شرمندگی اثر انداز ہوئی تو رہنما کی تلاش کا سوچا گیا۔ میاں چنوں میں سرکار کی خبر ہوئی تو محض دیکھنے کا بہانہ ہوا اور نہ بلایا گیا تھا۔

یہ ترا کرم ہے مجھ پر مجھے کھینچ لیا ورنہ
کہاں تیرا باب جنت کہاں میری رو سیاہی

بیعت ہوئے' تسلیم و رضا کا درس لیا اور منزل کی طرف چلتے گئے۔ سلسلہ چشتیہ ہے' راگ بھی ہے کیف و سرور بھی۔ بچپن سے گانے کا شوق تھا۔ آواز کی لے سر مکمل ہے اور یہاں آکر اُس نے بہت کام کیا۔

ایک چھوٹا سا حادثہ کہہ لیں۔ ملازمت کے دوران جہلم کے مطابق ملازمت کو خیر باد کہہ کر چیچہ وطنی ایک چھوٹی سی پرچون کی دوکان ڈال لی۔ ہتھ کار وے دل یار وے۔

ایک دن بھائی جلال الدین صاحب مرحوم و مغفور جو میرے پیر بھائی بھی تھے۔ میرے پاس تشریف لائے۔ سرکار کا حال پوچھا تو فرمانے لگے۔ آج کل عشاء کی نماز کے

بعد نعتیں ہی سنتے ہیں۔ دل کو بہت خوشی ہوئی۔ وہ بھائی تو آدھا گھنٹا بیٹھا اور چلا گیا۔ میرے دل میں میٹھا میٹھا سرور جاگ اٹھا نعت بھی آتی تھی۔ آواز بھی تھی۔ میرے سرکار پہلے ہی میری آواز کو بہت زیادہ پسند کرتے تھے۔ تقریباً چار بجے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا۔ سلام دست بوسی کے بعد ادب سے کھڑا ہوا تو سرکار نے کچھ ایسے انداز سے پوچھا کہ میں اندر سے دہل گیا۔ بظاہر وہ الفاظ معمولی تھے "کہ بھائی صاحب کیوں آئے او" مگر ان کی ہیبت اس قدر تھی کہ میں نے گھبرا کے عرض کیا حاضری کے لیے۔ پھر اسی انداز سے فرمایا کہ حاضری ہو گئی اور جا' انہی قدموں سے الوداعی دستِ بوسی کی اور واپس۔ تین دن جو میری حالت ہوئی۔ وہ میں ہی جانتا ہوں یا وہ

رخِ یار جو نہ سمجھ سکے وہ دیوانہ کیا

غالباً چار دن کے بعد شام کی نماز سے فارغ ہوا تو صحن میں چکر لگا رہا تھا اور اسی ادھیڑبن میں کہ میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا میں تو نعت سنانے گیا تھا کوئی نفسانی مطالبہ بھی نہیں کیا۔ پھر ایسا کیوں ہوا۔ یکایک میرے اندر روشنی کا ایک جھماکا ہوا اور آواز صاف سنائی دی کہ عثمان تم سے تو ہم کچھ حال سننا چاہتے تھے اور تو دوسروں کا حال لے کر آیا تھا۔

بس پھر تشکر کے آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہ لیتے تھے۔ کاپی قلم لی اور جو کچھ وارد ہوتا گیا لکھتا گیا۔ رات کے تقریباً بارہ بج چکے تھے۔ ایک نعت اردو میں اور ایک عاجزانہ فریاد پنجابی میں ہو گئی۔ نعت کا مطلع تھا۔

عرب کے شہنشاہ مدینے کے والی

خطا رو رہی ہے پکڑ کر کے جالی

یہ وہ بول ہیں جو سرکار ہمیں خود سناتے تھے۔ موضوعِ گفتگو کے دوران اور ساتھ ہی سرکار کے آنسو بھی جاری رہتے۔ میں نے انہی الفاظ کوں طرح مصرعہ بنالیا کہ سرکار کو یہ الفاظ بہت پسند ہیں۔ پنجابی میں فریاد کے بول میں نے ہیر وارث شاہ کی زمین میں لکھے تھے۔ اس کا پہلا مصرعہ یوں تھا۔

تیریاں رحمتاں دا بوہا ویکھ کھلا منگن آگیا اک فقیر میں وی،

مقطع کچھ یوں ہوا۔

اج عثمان دی بینتی تدھ اگے آساں تدھ وے لا میتوں ساریاں نی

ایس جٹ نوں دی آقا تار اوویں جویں اگلیاں سنگتاں تاریاں نی

نذرانہ لے کر بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا۔ شام کی نماز کے بعد چہرہ انور پر شگفتگی کے انوار نظر آئے۔ سکوں ملا۔ عشاء کی نماز کے بعد حسب عادت نعت کی محفل تھی۔ تقریباً چھ بھائی تھے نعت سنانے والوں میں۔ میں نے خود کو چوتھے نمبر پر رکھا کہ محفل کا انداز دیکھ سکوں۔ حکم سرکار ہوا کہ آج دو دو کلام ہوں گے۔ سب حیران ہوئے کہ یہ پہلا حکم ہے ورنہ ایک ہی نعت سناتے تھے۔

الطاف نظر پہ ان کی قربان جایئے

اُن کی نظر تو دل میں نہاں جذب پر بھی ہے

میں جو دو کلام لے کر گیا تھا۔ باری آنے پر پہلے نعت پیش کی اور بعد میں عاجزی کے بول ختم ہوئے ہی تھے کہ ابر رحمت جوش میں آیا اور دستِ کرم دعا کے لیے بے ساختہ اٹھ گئے اور بہت دیر تک اٹھے رہے۔ رحمت باری کی بارگاہ سے کیا کیا مانگا۔ ہم گداگروں کے لیے مگر جب ہاتھ واپس ہوئے تو زبان پر جو لفظ تھے وہ یہ تھا۔ "ہن کے داول کرے تے سنائے نہ کرے تے نہ سنائے" گویا ہم نے جو سننا تھا سن لیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ طریقہ اک گدا کو نوازنے کا تھا کیونکہ یہ طریقہ نعت سنانے کا پھر بند ہو گیا۔

(یہ تھا وہ حادثہ) یا تو سرکار نے میرے اندر کے سوئے ہوئے شاعر کو جگایا ہے یا اپنے کرم نوازی سے اپنے پاس سے عطا کر کے میرے اندر شاعر کو منتقل کیا ہے۔ کچھ ہوا ضرور ہے۔

ورنہ میرا یہ حال تھا کہ نہ مجھے مطلع کی خبر تھی کہ کسے کہتے ہیں۔ نہ مقطع، قافیہ، ردیف، سکتہ، آمد، آورد کسی کی بھی خبر نہیں تھی تو اب شعر لکھتا نہیں لکھائے جاتے ہیں۔

اب میری شاعری کو کوئی سراہتا ہے تو اس کی ذرہ نوازی ہے اور کوئی کیڑے نکالتا ہے تو

ہر نظر بس اپنی اپنی روشنی تک جا سکی
ہر کسی نے اپنے اپنے ظرف تک پایا مجھے

باقی رہا کتاب کا نام "تسکین روح" تو یہ مسافر لودھی صاحب کی مہربانی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ نعت تسکین روح ہے' منقبت تسکین روح ہے۔ تصوف کی شاعری ہی تسکین روح ہے اور غزل میں واردات قلبی بھی اصل میں تسکین روح ہی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ میری شاعری کی روح تصوف ہے۔ ایک دو غزلوں میں عام شاعری کا اشارہ ہے تو صرف غزل میں چاشنی پیدا کرنے کے لیے ہے تاکہ کسی اور کی بھی روح خوش ہو جائے۔ ورنہ

اپنا تو وہی قبلہ اپنی تو وہی منزل
درِ یار ہی کعبہ ہے در یار ہے میخانہ

آخر میں میں ان دوستوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں میری معاونت فرمائی'

شکریہ جناب پروفیسر ارشد اقبال ارشد کا جنہوں نے نہ صرف اس کتاب کا دیباچہ لکھا بلکہ بڑی محبت سے تمام تر مصروفیات کو پس پشت ڈال کر کتاب کی کمپوزنگ کی

شکریہ عزیزم مسافر لودھی' جناب غلام مصطفیٰ مجددی' جناب احمد افتخار ملک اور ندیم اختر ندیم کا جنہوں نے اپنی محبت و خلوص بھری رائے سے نوازا

شکریہ عزیزم صوفی محمد انور مہروی' ذوالفقار علی عثمانی اور محمد شاہد عثمانی کا جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں مالی معاونت فرمائی

سگ دربار مہرویہ شکوریہ چشتیہ
میاں چنوں شریف
محمد عثمان سالک مہروی

حمدیں

دعائیں

نعتیں

منقبتیں

حمد باری تعالیٰ

تجھے زیبا ہے سروری اکبری
تو ہی سب سے برتر تری برتری

تری شان ہے شان اللہ اکبر
کوئی کر سکے نہ تیری ہمسری

تو ہی خالق کل و ہم کائنات
فرش تا عرش ہے تیری مالکی

تو لائق مولا حمد و ثناء
تری ذات ہے لائقِ بندگی

تو لامکاں مالکِ دو جہاں
ہر سانس میں تیری جلوہ گری

تو بے مثل ہے ذات رب کریم
کوئی شے نہیں ہے تری مثل کی

تری ہی ثنا سارے کرتے رہے
بندے ترے سارے مرسل نبی

ازل تا ابد حاکم الحاکمیں
ترے حکم میں ساری خشکی تری

ترى حمد سالک کرے کیا بیاں
قبولیں مری بس یہی عاجزی

حمد باری تعالیٰ

تیرے جلوے ہیں دہر میں سُو بہ سُو
تو ہی وحدہٗ ہے تو ہی وحدہٗ

ہر سانس میں تیری جستجو
تو ہی وحدہٗ ہے تو ہی وحدہٗ

تو رب خالق دو جہاں
تو ہی تو ہے مالک کون و مکاں
نفس ہی نفس ہے تری گفتگو

ترا حکم ہی چلتا ہے ہے کہیں
عرش تا فرش زمان و زمیں
چمن در چمن تیرے ہی رنگ و بو

ہے زبان و بیاں میں تیری ہی مہک
ماہ و مہر نجم تیری چمک
ہے جلوہ نما چار سُو تو ہی تو

تیری ذات ہے وحدہٗ لاشریک
ازل تا ابد ہے تیری محیط
تو ہی غائب میں ہے تو ہی رُو برو

تو ہی دانا بینا سمیعؔ و بصیر
قادر تو مطلق ناصر نصیر
گنہگار سالکؔ کی بس آرزو

حمد باری تعالیٰ

حمد ثنا اللہ کو زیبا
سبحان اللہ رب الا علیٰ

ارض و سما کا وہ مالک
عرش فرش احاطہ اس کا

جن و بشر تابع اس کے
خالق و مالک وہ سب کا

رازق رزق پہنچانے والا
جو ہے بحر و بر میں پیدا

قادر مطلق ذات ہے اُس کی
ظاہر باطن اللہ اللہ

دیکھے جانے پردے ڈالے
اوڑ لبادہ غائب والا

ناممکن کو ممکن کردے
فہم ادراک سے بالا

سالک عاجز بے کس بے بس
واحد اللہ پاک سہارا

حمد باری تعالیٰ

خدایا میں تیری حمد و ثنا لکھوں کیسے
ابتدا کیسے لکھوں تیری انتہا لکھوں کیسے

بے شعور ہوں اک مشتِ خاک بندہ نواز
تیری عطا کو میں نارسا لکھوں کیسے

تیری وسعت میرے ادارک سے بالا تر ہے
دل میں ہے جو مرے مدعا لکھوں کیسے

ہے تری ذات ہی قادرِ مطلق ہر حال
بندہ ترا تیرا نائب جدا لکھوں کیسے

تری ثنا کے لیے میری زبان قاصر ہے
حرف آخر کی میں منتہا لکھوں کیسے

نفس نفس تیری جلوہ گری ہے میرے کریم
کرم کی حد کو میں بارِ الہ لکھوں کیسے

میں تیرگی میں ہوں روشنی عطا کر دے
میں گنہگار ہوں بے خطا لکھوں کیسے

تیرا بندہ دست قدرت کا نشان دیتا ہے
پھر بندہ ناخدا کو خدا لکھوں کیسے

بس ایک آسرا مہر جہاں کا سالک کو
میں شرم سار ہوں تیرا گدا لکھوں کیسے

دعا

الٰہِ العام ربِ غفار
توبہ میری کر منظور

جرم و خطا کا عادی ہوں
سجدہ ریز تیرے حضور

عفو بخشش شیوہ تیرا
بندہ عاجز محض مجبور

پردہ داری کرم کریمی
وصف تیرے دا ہے منشور

بھول جانا آدم کا ورثہ
خاصہ تیرا معاف قصور

میری خطائیں حد سے بڑھ کر
کرتی ہیں مجھ کو رنجور

صدقہ نبی پاک مکرم
غفلت کا غم کر دو دور

سالک پاک نبی سرور تے
لکھ سلاماں لاکھ درود

دعا

یا مولا تو ارحم اکرم
صدقہ اپنے نبی مکرم

مجھ عاجز کی عاجزی سن لو
اوگن ہار ہوں خطا مجسم

رحم کی بھیک خطا کاروں کو
امید کا دامن دستِ دارم

ہر مشکل کا تو ہی حل ہے
چارہ ساز تو چارہ کارم

اپنی حفظ امان میں رکھیو
تیری پناہ میں دونوں عالم

تجھ سے بڑھ کر نہ کوئی داتا
سب داتوں کا داتا حاکم

بندہ عاجز سالک تیرا
تو ہے وارث دائم قائم

صلی اللہ علیہ وسلم

رقم میں کیسے کروں اور سماں لکھوں کیسے
حسین یادوں کی میں داستاں لکھوں کیسے

ترے وہ چہرۂ انور پہ ضوفشاں نوری
میں حسن آفریں کی خوبیاں لکھوں کیسے

ادب کی حد سے نہ بڑھ جائے میرا شوق جنوں
نیازِ حسن میں عرضیاں لکھوں کیسے

ترے وہ شہر کے منظر جو دل میں رقصاں ہیں
ترے حضور کی پر کیفیاں لکھوں کیسے۔

ترا مقام اَسرَاَ بعبدہٖ لیلم
تری تو گزر گاہ ہے کہکشاں لکھوں کیسے

جبینِ شوق کو سجدہ ملا جو در پہ تیرے
اثر اے سجدہ گاہے عاشقاں لکھوں کیسے

کتاب جسکی ہے مکمل ہے ضابطہء حیات
میں اُس کتاب کے معنی بیان لکھوں کیسے

ترے وہ جاں نثار ہر حکم پہ مٹنے والے
ترے دیوانوں کی شدائیاں لکھوں کیسے

ترے فقیر زمانے میں تاجدار ہوئے
میں ان گداؤں کے ضربِ نشاں لکھوں کیسے

مقامِ جنت ارضی ترے وہ در کی رفعت
میں اُس مقام کو شاہِ مرسلاں لکھوں کیسے

وہ قبلتین مسجد قبا وہ غارِ حرا
وہ غارِ ثور کی باریکیاں لکھوں کیسے

ترا یہ کرم ہے سالک پہ صدقہ مرشد کا
ورنہ خود کو میں ترا مدح خواں لکھوں کیسے

صلی اللہ علیہ وسلم

ترے میلاد کی نوری گھٹائیں یا رسول اللہ
معطر ہی معطر ہیں فضائیں یارسول اللہ

مبارک ہی مبارک ہر طرف ہے تیرے آنے کی
عرش والے بھی سب خوشیاں منائیں یارسول اللہ

اِدھر حوریں بلائیں لیں اُدھر گائیں ملک سہرے
رشد میلاد کی محفل سجائیں یارسول اللہ

تمہیں سے رونقیں صحن چمن میں رنگ و بو تم سے
نہ ہوتے تم نہ چلتی یہ ہوائیں یارسول اللہ

ربِ امتی سر رکھ کے سجدے میں پکارا جب
خوشی سے جھوم اٹھی ہیں خطائیں یارسول اللہ

تم آئے ہو جہاں میں رحمت اللعالمیں بن کر
اٹھی ہر سو ہیں رحمت کی گھٹائیں یارسول اللہ

خدا کا نور ہو تم شکل احمد بن کے آئے ہو
فلک پر تیرے آنے کی صدائیں یارسول اللہ

کلام لا الہٰ سے توڑ ڈالے نفرتوں کے بت
مٹائیں درسِ الفت سے وبائیں یارسول اللہ

جو ہو جائے کرم کی اک نظر سالک پہ بھی آقا
مرے جرموں کو دامن میں چھپائیں یارسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

آئے خیر الوریٰ احمد مجتبیٰ
مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا
جھوم اٹھی فضا آمدِ مصطفیٰ
مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

امن والے امن کی پکار آ گئے
چمن والے چمن کی بہار آ گئے
رونقِ کن فکاں لالہ زار آ گئے
بہاروں کی ٹھنڈی معطر فضا

آ گئے ہیں وہ اکرم مکرم کریم
حریصُ علیکم رؤف الرحیم
چھو کے چلتی ہے جن کو بادِ نسیم
نازاں ہے ذات جس پر رب العلی

وہ آئے جو نورٌ علیٰ نور ہیں
ناطقِ قرآن ہیں جلوۂ طور ہیں
مازاغ البصر چشمِ مخمور ہیں
ہادیِ انس و جاں کامل رہنما

حامئ بے کساں رحمت دو جہاں

آپ سا ہے کہاں آپ سا ہے کہاں
آ گئے آ گئے شافئ امتاں

جو ورا الورا ہیں ورا الورا

غم کے ماروں کے وہ غمگسار آگئے
چارہ گر آ گئے چارہ کار آ گئے
آ گئے آ گئے مددگار آ گئے
آئے نوری الہدیٰ آئے بدر الدجی

آگئے ہیں وہ اکمل مکمل کمال
وہ وہ انوار وحدت کا عکسِ جمال
صفت اُن کی سالک کرے کیا مجال
مسافت جن کی سدرہ المنتہیٰ

ﷺ

زہے نصیب ترا آستاں نصیب ہوا
وہی عجیب ہوا جو ترے قریب ہوا

وہ ساربان جہاں باں بنے زمانے کے
کوئی نقیب ہوا تو کوئی خطیب ہوا

تمہاری نظرِ کرم اس قدر رقیبوں پر
ترے حضور جو پہنچا ترا حبیب ہوا

بٹ رہے ہیں یہاں دو جہاں کے گنجینے
بے نصیب یہاں صاحب نصیب ہوا

کرے گا کیا غمِ دوراں ترے غلاموں کو
بے نیاز ہوا جو ترے قریب ہوا

ترے فقیر کو تختِ سکندری سا لگے
بڑا نصیب ترا خاکِ پا نصیب ہوا

ﷺ

غم کے ماروں کے غمگسار ہو تم
بے سہاروں کے مدد گار ہو تم

تم جہاں میں خدا کے مظہر ہو
دونوں عالم کے راز دار ہو تم

ہر توقع تمہیں سے وابستہ
رحمت عالم ہو پاسدار ہو تم

آپ سے ساری فضا معطر ہے
لالہ زاروں کی وہ بہار ہو تم

ہاتھ رکھے وہ دل پہ بیٹھے ہیں
بے قراروں کی انتظار ہو تم

غمِ سالکؔ کا بھی کوئی چارہ
بے چاروں کے چارہ کار ہو تم

صلی اللہ علیہ وسلم

تجھے کیا سناؤں آقا غمِ دل کی بے قراری
یہی آرزوئے حسرت اک دید ہو تمہاری

رخِ والضحیٰ تمہارا والشّمس والقمر ہے
تری چشمِ سرمگیں میں مازاغ کی خماری

اِن اللہ وَ ملائک یُصلّوٰ عَلی النبی
خالق ہے ترا شیدا خلقت تیری نثاری

الم نشرح لاک صدرہ معمور نورِ سینہ
ورفعنا لاک ذِکرک ذاکر ہے دنیا ساری

یا ایھا المزمل یاایھا المدثر
تمہیں جس ادا میں دیکھا پکارا ہے ذات باری

اسریٰ بعبدہٖ کا مژدہ ہمیں سنایا
ملتے ہیں بچھڑے جس شب ہوتی ہے کتنی پیاری

انسانیت سے خالی سینے خشک پڑے تھے
اجڑے ہوئے چمن کی، کی تو نے آبیاری

اے سرور دو عالم مرے حال کے ہو محرم
للہ بروز محشر ہو جائے پردہ داری

ہزاروں تڑپ رہے ہیں ترے سنگ در پہ سالک
میں بھی آقا زلفِ والیل کا پجاری

صلی اللہ علیہ وسلم

تری ذات اقدس ہے خیر الورا
ورا الورا تو ورا الورا
ترا ذکر ہر سو ہے ہو رہا
ہیں ذاکر ملائک ذاکر خدا

نبیوں میں اک وہ ترا مرتبہ
ہے سب سے آقا سب سے جدا
شمس الدھا آپ بدر الدجا
ہدایت کا منبع ہو نور الھدا

یہ دونوں جہاں تم سے روشن ہوئے
یہ کون و مکاں آپ سے ہیں بسے
کچھ بھی نہ تھا آئے تم جب نہ تھے
اجڑی تھی سب بستیاں جا بجا

کس پر نہیں ترا لطف و کرم
جمیل الشیم آپ شفیع الامم
کرم ہی کرم تم کرم ہی کرم
تری ذات پر نازاں رب العلیٰ

آپ سب کے لیے ہیں مکرم کریم
حریصٌ علیکم رؤف الرحیم
تجھے چھو کے چلتی ہے بادِ نسیم
بہاروں کی ٹھنڈی معطر فضا

آپ حامد و محمود نذیر" بشیر"
آپ طاہر معطر سراج" المنیر
آپ شاہد و مشہود ناصر و نصیر
مطلوب و مقصود طالب خدا

حبیبِ خدا آپ صادق امیں
تری ذات والا ہے حق المبیں
سجدہ گاہ عشقاں تری نورِ جبیں
حسن کی ابتداء عشق کی انتہا

تو اکمل مکمل تو کامل کمال
انوار وحدت کا تو ہے جمال
تری صفت سالک کرے کیا مجال
مسافت تری سدرہ المنتہیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ اللہ آپ اللہ کے ہیں محبوب کیا خوب
شبِ معراج ملاقات طالب و مطلوب کیا خوب

عرش والوں کو جو دیدارِ شرف بخشا تو
حور و غلمان کے لب پر تھا درود کیا خوب

وہ مہمان کہ جس کا مدینہ میزباں سارا
مبارک ہو اے غریبِ ایوب کیا خوب

وہ جس کا سایہ نہیں سب پہ ہے سایہ اس کا
دو جہاں جس کے نام سے منسوب کیا خوب

وہ جن کے خلق کے عظمت کی تعریف ہوئی
خوب سے خوب ہیں خوش اسلوب کیا خوب

وہ جس کی دسترس میں دو جہاں کے خزینے
دستِ طلب دراز ہیں سالکؔ و مجذوب کیا خوب

صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن نے کہا نورِ مبیں ہے وہ تری ذات
شمس و قمر ماہِ جبیں ہے وہ تری ذات

خیالات سے جو بڑھ کے حسیں ہے وہ تری ذات
ہاں رحمت اللعالمیں ہے وہ تری ذات

وسعت تری کو پہنچے گماں کی ہے کیا مجال
بے مثل کوئی ہے جو کہیں ہے وہ تری ذات

سب نعت تری ہی میں ہے اتارا گیا قرآں
اک اک حرف ہے دلنشیں ہے وہ تری ذات

دشمن بھی کریں جس پہ امانت کا بھروسہ
دنیا میں ہو ایسا امیں ہے وہ تری ذات

دیتا ہے جو منگتے کو حاجت سے سوا بھی
جائے گا نہ کیوں منگتا وہیں ہے وہ تری ذات

ایسی جگہ کہ جس پہ جنت کا گماں ہو
ہے ترے در کی زمیں ہے وہ تری ذات

ہے کر رہا وہ اب تلک ترے در کی چاکری
خادم جو جبرائیل امیں ہے وہ تری ذات

سالک نظر کے سامنے انوار مصطفیٰ
رہتے ہیں صبح و شام حسیں ہے وہ تری ذات

صلی اللہ علیہ وسلم

نہیں اور کوئی اپنا سہارا ترے بغیر
ہے دو جہاں میں کون ہمارا ترے بغیر

لَایَستَمُنی مُقَرَّب مَلَک" نبی و مُرسل
اللہ ہی جانتا ہے کیا شان تمہارا ترے بغیر

فرمان حق ہوا ہے کہ وَمَا یَنطِقُ اِنا لھوا
پردے میں کس کو ہے یہ اشارا ترے بغیر

کس کو سناؤں درد و غم سرکار دو جہاں
نہیں درد و غم کوئی بھی چارا ترے بغیر

ہم بے کسوں کی لاج تمہارے ہی ہاتھ ہے
مشکل میں ہم نے کس کو پکارا ترے بغیر

ہو گی جو باز پرس اعمالِ روزِ حشر
پوچھے گا کون ہم کو خدارا ترے بغیر

واللہ خدا کی ذات کی مظہر تمہیں تو ہو
سالکؔ خدا ہوا نہ ہمارا ترے بغیر

صلی اللہ علیہ وسلم

یارسول اللہ ز رحمت کن نظر بر حالِ ما
عاصیم من عاجزم و خاکسارم بے نوا

کن نظر بر حالِ زارم مونس و ہمدم توئی
دو جہاں جز تو نہ دارم بے کسم عالم پناہ

صدقہ خیر النساء یا رحمت اللعالمیں
صدقہء صابر حسن و صابرِ کرب و بلا

فیض یابم پیر کامل بارگاہ مہرِ جہاں
بارگاہِ پیر کامل بارگاہِ مصطفیٰ

یا شفیعِ روزِ محشر مشکل کشائی وصف تو

ما غریم رو سیاہم پُر خطا ما سرتاپاد

من غلامانِ غلامِ در غلامانِ غلام

سالک بوسم سرِ رائے گرمی یانم نقش پا

صلی اللہ علیہ وسلم

کملی والے پیا مورے ترسے جیا
میرے دل میں ہے اچھیا بڑی دیر کی

کیجو کرپا ہوں نردھن مرے شام جی
نہیں کوئی جگت میں قسم رام کی
موہے اک آسرا ہے ترے نام کا میرے دل میں ہے اچھیا بڑی دیر کی

توری راہیں تکیں باؤرے نینوا
سونی دل کی نگریا نہ لگے جیا
کبھی پاپن کو بھی اپنے در پہ بلا میرے دل میں ہے اچھیا بڑی دیر کی

تورے لاگی چرن ہوں میں کت جاؤں رے
سارے سنسار میں ہے تری چھاؤں رے
بھوکی دیدن کی ہوں موہے مکھ تو دکھا میرے دل میں ہے اچھیا بڑی دیر کی

صدقہ راجن کا اوگن کے گن کیجیو
مورے راجا پیا موہ پہ پن کیجیو
اپنی کملی میں مجھ کو بھی لیجیو چھپا میرے دل میں ہے اچھیا بڑی دیر کی

اپنے سالک کی للہ سنو بینتی
صدقہ مہرن پیا کا ہو بگڑی بھلی
پردہ محشر میں رکھیو مری لان کا میرے دل میں ہے اچھیا بڑی دیر کی

منقبت

(حضرت ابوبکر صدیقؓ)

بے مثل جن کی ہے چاہت ابوبکرؓ نائب رسول
بے نظیر جن لی عقیدت ابوبکرؓ نائب رسول

محسن انسانیت بھی جس کو اپنا محسن کہے
ایسا فخرِ ہے فخرِ قسمت ابوبکرؓ نائب رسول

زندگی میں ہر قدم پر جو رہے شریک غم
آپ کی وہ شان رفعت ابوبکرؓ نائب رسول

شان میں لکھوں میں کیا شانِ محبوب رسول
گماں سے بڑھ کر جن کی وسعت ابوبکرؓ نائب رسول

غار سے مزار تک ہر قدم پر ساتھ ساتھ
دین و عقبیٰ ہے رفاقت ابو بکرؓ نائب رسول

شان ہے صدیق اکبر شان ہے شایانِ شان
جن کی ہر جاء شان و شوکت ابو بکرؓ نائب رسول

آپ کی ہر اک ادا تھی ادائے محبوبِ رب
نازاں جس پر ہے حقیقت ابو بکرؓ نائب رسول

دین میں بھی رشکِ قربت آپ ہی کی ذات تھی
دنیا میں بھی نازِ قربت ابو بکرؓ نائب رسول

آپ ہی سے ابتدا شان فقر ثابت ہوئی
فقر و فخری جن کی صورت ابو بکرؓ نائب رسول

لاکھوں نے مانگا خدا سے صدقہ ہے صدیق کا
یوں ہوئے وہ رافع حاجت ابو بکرؓ نائب رسول

آپ نے تن من و دھن دین پر قرباں کیا
جب پڑی دیں کو ضرورت ابوبکرؓ نائب رسول

خود امام انبیا جن کے بنے ہوں مقتدی
ہو گی کیا شان امامت ابوبکرؓ نائب رسول

ایک تھا موئے مبارک بخشے گئے مردے تمام
خدا کے ہاں تھی ایسی عزت ابوبکرؓ نائب رسول

چند یہ حرفِ عقیدت ادب کی تشنہ لبی
ورنہ سالک ان سے الفت ابوبکرؓ نائب رسول

ذکر حسینؓ

وہ حسین جس کے نانا نبیوں کے سردار ہیں
وہ حسین جس کے والد حیدرِ کرار ہیں
وہ حسین جو مکمل واصفِ کردار ہیں
وہ حسین جو سراپا مخزنِ اسرار ہیں

دین تھا جس کی وراثت کربلا میں وہ حسین
دین کی تھی جس کو غیرت کربلا میں وہ حسین
دین میں تھی جس کی عظمت کربلا میں وہ حسین
منظور تھی جس کی شہادت کربلا میں وہ حسین

تپتے ہوئے صحرا میں جس کے بچے پیاسے وہ حسین
وقت پر دشمن ہوئے تھے جن کے اپنے وہ حسین
وقت کی رفتار کے تھے چند لمحے وہ حسین
خون کے چھینٹوں سے جس نے حرف لکھے وہ حسین

حسین دنیا میں صداقت کا ہی تو اک نام ہے
حسین دنیا میں حقیقت کا ہی تو اک نام ہے
حسین دنیا میں عظمت کا ہی تو اک نام ہے
حسین دنیا میں کرامت کا ہی تو اک نام ہے

عشق کا مفہوم جو سمجھے اسے کہہ دو حسین
گھر لٹا کر دین جو رکھے اسے کہہ دو حسین
ظلم کی آخیر جو سہہ لے اسے کہہ دو حسین
اسلام کی تقدیر جو بدلے اسے کہہ دو حسین

رہتی دنیا تک رہے گا نام تیرا یا حسین
محفلوں میں ذکر صبح و شام تیرا یا حسین
عشق کے مکتب میں بھی ہے کام تیرا یا حسین
ہو عطا سالک کو بھی اک جام تیرا یا حسین

منقبت

(حضرت نقش لاثانی پیر علی حسین شاہ کی نذر)

اُسے فکرِ فردا کا غم ہو کیوں جن کے دست نگر ہیں علی حسین
وہ کبھی نہ جنت طلب کریں جن کے پیش نظر ہیں علی حسین

وہ جہان فکر کی آبرو وہ نقش لاثانی ہو بہو
مری آرزو مری جستجو ہادی باخبر ہیں علی حسین

ہیں رہنمائے وہ کاملاں وہ شمع محفل دبراں
جہاں میں پناہ گاہ عاجزاں نہیں کوئی مگر ہیں علی حسین

جو منبع جود و سخا ہوئے جو شافع روز جزا ہوئے
جو جہاں میں شیرِ خدا ہوئے ان کے نور نظر ہیں علی حسین

تیرے در کا سالک بھی ہے گدا ہوئی صدقہ مرشد تری عطا
نہیں فکر فردا کہ زادِ راہ میرے ہمسفر ہیں علی حسین

منقبت

آپ کا در بابِ رحمت نیّرؔ و عبد الشکور
آپ کا ورثہ ہے شفقت نیّرؔ و عبد الشکور

آپ ہیں ہر دل کی راحت نیّرؔ و عبد الشکور
آپ ہیں ہر دل کی چاہت نیّرؔ و عبد الشکور

چار سو ہیں جگمگاتی مشعلیں عِرفان کی
اک تری نظرِ عنایت نیّرؔ و عبد الشکور

روح کی تسکین ہیں آپ آنکھوں کی ضیاء
شمع نورِ ہدایت نیّرؔ و عبد الشکور

نسلِ احمد فخرِ حیدر نورِ نظر جانِ حسین
آپ کے در کی یہ عظمت نیّرؔ و عبد الشکور

شام و سحر وردِ زباں ہے یا رؤف و یا شکور
کھل گئی جن پر حقیقت نیّرؔ و عبد الشکور

بانورے نیناں تکیں راہیں تری شاہِ شکور
کاہے بھولے میری چاہت نیّرؔ و عبد الشکور

میں ہوں داسی توری شاہا کیجیئو بنتی قبول
میرے انگنا پایو جھاوت نیّرؔ و عبد الشکور

بھاگواں میں آپ کے در کی کروں ہوں چاکری
خوش نصیباں میری قسمت نیّرؔ و عبد الشکور

آپ کی وہ حسنِ خلقی خوش خصالی خوش طبعی
حسنِ سیرت درسِ الفت نیّرؔ و عبد الشکور

درد کی دولت سے مالا مال سالکؔ مہروی
آپ کی ہی یہ عنایت نیّرؔ و عبد الشکور

منقبت

میرے ملجا میرے ماویٰ اطہر المہر جہاں
میری دنیا میرا عقبیٰ اطہر المہر جہاں

میرے ہادی میرے مرشد میرے پیر
میرے وہ مشکل کشا اطہر المہر جہاں

آپ فخرِ اولیاء ہیں اے شکوری تاجدار
آپ ہیں عالم پناہ اطہر المہر جہاں

اللہ اللہ فقر کی تصویر تیری سادگی
فقر و فخری ہو سراپا اطہر المہر جہاں

ہم خلوصِ بندگی بھی یوں ادا کرتے رہے
سامنے تھا چہرہ تیرا اطہر المہر جہاں

بھول سکتا ہی نہیں اور نہ بھلایا جا سکا
آپ کا ہم سے بچھڑنا اطہر المہر جہاں

آج ٹھہرا معتبر کل تک تھا دنیا میں حقیر
آپ نے جس کو نوازا اطہر المہر جہاں

آج تک نہ بھول پایا تیری نظروں کا کمال
ایسی دیکھی پھر نہ دیکھا اطہر المہر جہاں

جانتی ہے آپ کے ہی نام سے دنیا مجھے
نسبت تری اک واسطہ اطہر المہر جہاں

کیسے جائیں ہم تو سالکؔ در تمہارا چھوڑ کر
ہم فقیروں کا بھروسہ اطہر المہر جہاں

منقبت

جگمگا اٹھا جہاں انوار مہرالدین سے
ہو گیا آباد گلشن پیار مہرالدین سے

کر رہے ہیں وہ جہانگیری جہانبانی یہاں
جو مشرف ہو گئے دیدار مہرالدین سے

ہیں ہمارے پیر کامل اطہر المہر جہاں
اپنی نسبت یوں بھی ہے سرکار مہرالدین سے

جن کے دل میں ہو گئی ان کی محبت جاں گزیں
ہے فیض ان کو مل رہا دربار مہرالدین سے

کیا بتاؤں فیضِ عالم موقوف اپنوں پہ نہیں
پا رہے ہیں فیض تو اغیار مہرالدین سے

اُن کی نظروں میں جہاں کی قیصری بھی ہیچ ہے
جن کی نظریں مل گئیں اک بار مہر الدین سے

قدسیوں کی انجمن میں ذکر ہے مہر جہاں
پوچھ لے کوئی مری سرکار مہر الدین سے

یہ چاہتیں یہ الفتیں یہ محفلیں یہ رونقیں
شوق کا اظہار ہے اک پیار مہر الدین سے

اُن کی رحمت دوستو سب پہ ہے سایہ فگن
غم سنا لو اپنا کچھ غمخوار مہر الدین سے

کون ہے سالک جو آقا سے نہیں ہے فیض یاب
کون ہے جس کو نہیں ہے پیار مہر الدین سے

منقبت

منتظر رہتا ہوں صبح و شام مہر الدین کا
وردِ زباں پر ہے مرے بس نام مہر الدین کا

ایک پر موقوف کیا کرتے نہیں وہ امتیاز
ہر کس و ناکس پہ فیضِ عام مہر الدین کا

آج تک وہ ہے دیوانہ ہوش میں آیا نہیں
پی لیا ہے جس نے بھی اک جام مہر الدین کا

بے سہاروں کے سہارے بے نواؤں کی نوا
دے رہا ہے ہر گدا پیغام مہر الدین کا

ایک مخلص درد مند جو عشق کی تصویر تھا
جس نے نبھایا ساتھ ہے ہر گام مہر الدین کا

مِل گئی سالکؔ متاعِ بے بہا دنیا و دیں
دامن لیا ہے میں نے بھی تو تھام مہر الدین کا

منقبت

اک عالمِ جہاں پناہ مہر جہاں کی ذات
ہے منبعٔ جود و سخا مہر جہاں کی ذات

فخر زماں مہر جہاں مقبول عارفاں
ہے جانِ تاج الاولیاؒ مہر جہاں کی ذات

ہے ان کی ذات روح کی تسکیں دلوں کا چین
ہادی وہ میرے پیشوا مہر جہاں کی ذات

اُنکی نگاہِ فیض نے اک ذرہ مشت خاک
گوہر جسے بنا دیا مہر جہاں کی ذات

مشکل کی منزلوں سے کیا جس نے ہمکنار
میرے وہ ہیں مشکل کشا مہر جہاں کی ذات

بخشی دلوں کی روشنی ذہنوں کو تازگی
آنکھوں کو دید کی عطا مہر جہاں کی ذات

در در بھٹک رہے تھے بے خانماں سے ہم
فقط تو نے آسرا دیا مہر جہاں کی ذات

کیا کیا کرم نہیں کیے میرے کریم نے
کیا کچھ عطا نہیں کیا مہر جہاں کی ذات

مجھ بے نوا پر مہر جہاں کی نوازشیں
اک دو نہیں ہیں بے بہا مہر جہاں کی ذات

مونس ہے غمگسار ہے ہمدم ہے پردہ پوش
ہے دردمند خیر خواہ مہر جہاں کی ذات

سالک ہی کیا کہ ان پر زمانہ ہے جاں نثار
دلدار ہے وہ دلربا مہر جہاں کی ذات

منقبت

اک شان مہر جہان ہیں ذیشان مہر جہان ہیں
سر فخرِ تاج الاولیاء کی جان مہر جہان ہیں

ہیں جو ان کے کرم کی داستاں، میں لیے پھرا ہوں کہاں کہاں
کبھی کو بکو کبھی بستیاں وہ بیان مہر جہان ہیں

وہی قبلہ دین و ایماں مرے وہ روح جسم و جاں مرے
وہی حشر کا ہیں ساماں مرے میرا مان مہر جہان ہیں

ہیں مرے یقیں کی چمک وہی مری زندگی کے ورق وہی
مری چشمِ نم کے اشک وہی میری آن مہر جہان ہیں

جو اُن کی زباں سے نکل گیا وہی ہو گیا وہ نہ ٹل سکا
تقدیر مبرم وہ بن گیا وہ زبان مہر جہان ہیں

وہ مرے چمن کی بہار ہیں وہی میرے دل کا قرار ہیں
وہ تو ازل سے میرا پیار ہیں مری جان مہر جہان ہیں

میں داسی ان کی وہ میرے پیا وا کے باجھ لاگے نہ مورا جیا
موہے اپنے رنگ میں رنگ لیا میرے پران مہر جہان ہیں

وہی غمزدوں کا ہیں آسرا وہی بے نواؤں کے ہم نوا
ملی عاصیوں کو جہاں پناہ وہ مکان مہر جہان ہیں

وہی صادق غلام امیر ہوں جو اُن کے غم کا اسیر ہوں
فخر سالکؔ کہ اُن کا فقیر ہوں وہ گمان مہر جہان ہیں

بارگاہِ پیر و مرشد

بارگاہِ پیر و مرشد میں سلام
اور حلقہ صحابہ کو سلام
اہل شہر صد احترام و صد ادب
صد ہزاراں سجدہ ہائے ہر سبب
زندگی کی آرزو تیری جھلک
آپ کا سایہ رہے محشر تلک
آپ ہیں تصویرِ شاہِ عبدالشکور
آپ سے تنویر شاہِ عبدالشکور
آپ کے ہاتھ میں ہے عز و شرم
میری غربت کا نہ اب پھوٹے بھرم
میرے عیبوں کو نہ آقا پھولیئے
کچھ بھی ہیں بس آپ کے ہیں ہو لیئے
سب غلاموں پہ ترا سایہ رہے
آپ نے سب کے لیے ہیں دکھ سہے

آپ کی شان کرم کا کیا کہیں
شرف بخشا ہے غلامی کا ہمیں
ہم غریبوں بے کسوں کا آسرا
کون ہے دنیا میں بس تیرے سوا
واسطہ ہے ذات کا مہر جہاں
چھوڑ کر آپ کو جائیں کہاں
ہیں ہمارے آپ ہی دنیا و دیں
آپ سا ہم نے کہیں دیکھا نہیں
ہم کو پھر سے پیار ہو وہ ہی نصیب
پھر سے بیٹھیں اک دوجے کے قریب
بیٹھیں آپس میں اور تمہارا ذکر ہو
آپ کے ہی پیار کی وہ فکر ہو
التجا ہے التجا صدقہ رسول
عاجزی میری کو آقا کر قبول
احقر و کم تر و ادنیٰ اک حقیر
جائے نہ خالی ترا سالک فقیر

تعزیت

(عابد حسین شاہؒ صاحب)

ہر آنکھ اشکبار ہے عابد حسینؒ شاہ
ہر دل پہ غم کا بھار ہے عابد حسینؒ شاہ

منظر تری روانگی دنیا سے الحشر
اک صدمہ شہرِ یار ہے عابد حسینؒ شاہ

لاثانیؒ ولایت کے گلشن میں آج پھر
روٹھی ہوئی بہار ہے عابد حسینؒ شاہ

جانا تو ہے سبھی کو ہی کوئی آج گیا یا کل
وعدہ جو کردگار ہے عابد حسینؒ شاہ

لیکن ترے فراق میں ایک روح کی حالِ زار
اک درد بے شمار ہے عابد حسینؒ شاہ

اُس دل کا کیا بنے گا جسے آپ سے تھا پیار
مشکل میں حالِ زار ہے عابد حسینؒ شاہ

شامل مجھے بھی کر لو اپنے سوگواروں میں
اک جہان سوگوار ہے عابد حسینؒ شاہ

عاشق تیرے ہزار ہا سالک تو اجنبی
مگر جگر تار تار ہے عابد حسینؒ شاہ

غزلیات

☆

آنکھوں میں تھی برسات شرف مروا صفا کا
در پیش تھا اک سفر مرے جرم و خطا کا

مجھ جیسے خطا کار کو اُس گھر کی زیارت
احسان نوازش ہے کرم تیری عطا کا

آتے ہی خیالوں میں چھلک جاتی ہیں آنکھیں
کچھ ایسا اثر ہے ترے اُس شہر وفا کا

تیرے در کی جبیں سائی کی لذت کا شناسا
محتاج نہیں رہتا کسی دنیا کے شاہ کا

ہو جاتے ہیں جب پیدا سائل کے سے انداز
پھر خود ہی بدل جاتا ہے انداز صدا کا

یونہی نہیں آ لگتے ہیں ساحل پہ سفینے
شامل نظر آتا ہے اک دخل ہوا کا

اپنا نہ کہے تجھ کو کبھی ہو نہیں سکتا
اپنا کے تو دیکھو طرز اُن کی ادا کا

ایسا تو نہیں ہے کہ نہ ہو قربِ حضوری
وہ جان محبت ہیں تقاضا ہے وفا کا

سالک پہ کرم اُن کی نگاہوں کا تصدق
کس قدر وہ رکھتے ہیں بھرم اپنے گدا کا

☆

تم جو ملے ہو جانِ جاں یہ زندگی زندگی ہوئی
نقشِ کفِ پا مل گیا پھر بندگی بندگی ہوئی

ان کی صورت دیکھ کر کیوں نہ یاد آئے خدا
اُن کے رخ زیبا پہ کرنیں نور بھاتی ہوئی

میری سانسوں کا تسلسل ذکر ترے کی نمود
میں نہیں بس تو ہی تو ہے سانس ہر کہتی ہوئی

وہ ہوئے منظور محفل ہم ہوئے مجبور دل
منتظر ہیں کب پڑے گی اک نظر بہکی ہوئی

اُن کی فرقت میں تڑپنا اک عبادت ہے مگر
دل کی آئینے میں رکھنا شمع اک جلتی ہوئی

تیرے در پر درس تسلیم و رضا ملتا رہا
اک توکل کا سہارا ہم کو یہ دیتی ہوئی

یوں نمازِ عشق بھی سالکؔ ادا ہوتی رہی
اُن کے پائے ناز پر اپنی جبیں جھکتی ہوئی

☆

جو اُن کی نظرِ الفت کا کبھی امکان ہو جائے
تو اپنی چشمِ گریاں کا بھی کچھ سامان ہو جائے

سکوں ملتا ہے جب محبوب کا چہرہ نظر آئے
کہ اُن کے اک تبسم سے مشکل آسان ہو جائے

ہے اُن کے دم قدم سے ہی رونق دل کی بستی میں
جو پھر جائے نظر ان کی تو دل ویران ہو جائے

تڑپنا ان کی یادوں میں میسر ہو عبادت ہے
کہ ان کو یاد کرنے سے قلب یک جان ہو جائے

محبت کی عبادت کو ملے جب قرب کی منزل
تو معمولی بات بھی محبوب کی فرمان ہو جائے

دکھوں کا یہ مداوا ہے یہی ہے درد کا درماں
خدا شاہد ہے گر یہ آدمی انسان ہو جائے

انھی کی یاد میں گم رہنا سالک کا وظیفہ ہے
کبھی آباد ہو جائے کبھی سنسان ہو جائے

☆

اُن کی چوکھٹ پر ہمیں بھی سر جھکانا آ گیا
میری سجدہ ریزیوں کو گڑ گڑانا آ گیا

درد کی لذت نے بخشا آشنائی کا گوہر
اک تڑپنا آ گیا آنسو بہانا آ گیا

تتلیاں معصوم نازک دل گلوں کی پرستار
ہے تری قدرت گلوں کو مسکرانا آ گیا

زندگی اُن کے تبسم کا ہے بس نعم البدل
ایک ہی ان کی ادا پہ دل کو آنا آ گیا

روٹھنا ان کو منانا پیار کے ہیں مرحلے
مسرور کن منزل ہے وہ جب کہ منانا آ گیا

وہ مری کم ظرفیوں کا بھرم ہی رکھتے گئے
شرمساری کو بھی آخر سر جھکانا آ گیا

ہیں تو سالکؔ ان کی الطافِ نظر کے فیصلے
ہم کو رونا آ گیا ان کو رلانا آ گیا

☆

یہی مشغلہ ہے یہی دل لگی ہے
تجھے سوچتا ہوں تری دوستی ہے

مجھے تیرگی میں تو ہی چاندنی ہے
مرے دل میں تو ہے تری روشنی ہے

تیرے در کی عظمت و شان اللہ اللہ
خدا کی خدائی جھکی جا رہی ہے

عطا جو ہوئی تیرے در کی گدائی
ترا یہ کرم ہے تری عظمتی ہے

جو میری نگاہوں میں رچ بس گئے ہو
مرے ساتھ تم ہو مجھے کیا کمی ہے

محبت میں اُن کی تڑپنا پھڑکنا
یہی ہے عبادت یہی بندگی ہے

بتلاؤں کیا میں عجب گرمئ دل
تمہاری نگاہوں میں بجلی بھری ہے

تیرے دیوانوں کی دیوانگی بھی
کہیں بے خودی ہے کہیں راہبری ہے

ہے اُن کی بھی آنکھوں میں مخمورئ مے
کسی مے کدے سے تو اس نے بھی پی ہے

مجھے بابِ جنت میرے دل کی راحت
ان کی گلی ہے بس ان کی گلی ہے

تجھے زندگی کا محاصل ہو سالک
پکاریں سبھی یہ سگِ مہروی ہے

☆

یہ تو ممکن ہے زمیں سے آسماں کی دوستی
حیران ہوں کہ بجلیوں سے آشیاں کی دوستی

اُن گلوں کو کیا ہوا جو بلبلِ مانوس تھے
اِن بہاروں کی ہے نسبت اِک خزاں کی دوستی

جھیل سی آنکھیں تری وہ گلفشاں چہرے کا رنگ
چھین لیتی ہیں وہ زاہد سے ایماں کی دوستی

خود فریبی کی فضا میں جب ہوئی تیری بسر
کیسے منزل پائے گی ایسے گماں کی دوستی

ہوں گے جب تخریبی عنصر ذہن میں اے باغباں
تشویش کن ہو گی چمن سے باغباں کی دوستی

حب الوطنی قومی غیرت جس کا نصب العین ہو
فخر بنتی ہے یہاں ایسے جواں کی دوستی

زہرِ قاتل ہے فقر کی دوستی حرص و ہوس
ایک دھوکا ہے ایسے مہرباں کی دوستی

تیری خاطر میرے دوست ہر جگہ تسلیم خم
اِس قدر اہم ہے مجھ کو تیری جاں کی دوستی

یہ نہیں ممکن کہ سالکؔ اب کہیں رک جائے گا
حشر تک چلتی رہے گی جانِ جاں کی دوستی

☆

جو ترا غم سہار لیتے ہیں
اپنی بگڑی سنوار لیتے ہیں

غم دوراں میں زندگی کا نہ پوچھ
جیسے گزرے گزار لیتے ہیں

ترے در پر ہزار سجدوں کا
ایک سجدہ گزار لیتے ہیں

تم کو دیکھا ہے تم کو چاہا ہے
اور کچھ ہم نہ یار لیتے ہیں

لفظوں کو دے کر حسین سے نقطے
غزل کی زلفیں سنواز لیتے ہیں

اپنی تھوڑی سی ہے زبوں حالی
تمہیں غم میں پکار لیتے ہیں

چھیڑ کر دل کے تار سالکؔ جی
شبِ ہجراں گزار لیتے ہیں

☆

پھول مہکے ہیں یہ کلیوں پہ نکھار آئی ہے
آج پھر گلشن رنداں میں بہار آئی ہے

بعد مدت کے غریب خانے پہ دستک یارو
اے گردشِ دوراں تو کس کو پکار آئی ہے

یاد کرتی ہے صبا آج بھی اُن لمحوں کو
جو وہ محبوب کے کوچے میں گزار آئی ہے

ذکر اُس کا گلی کوچوں میں چرچے اُس کے
زندگی جو بھی محبت پہ نثار آئی ہے

سر میں ڈالی ہے کبھی آنکھوں سے چوما اُس کو
ترے قدموں کو جو چھو چھو کے غبار آئی ہے

ہم بھی اشکوں کو مژگاں پہ سجا لیتے ہیں
شبِ ہجراں جو کبھی زلفیں سنوار آئی ہے

دن گزر جاتے ہیں یادوں کے سہارے سالکؔ
ورنہ تم نہ آئے ہو نہ آنگن میں بہار آئی ہے

☆

تمہارے پیار میں کیا کیا نہ لیں بدنامیاں ہم نے
مقدر جان کر تسلیم کی رسوائیاں ہم نے

جو اُن کو ہے یہی منظور تو بے چارگی کیسی
انہی کو چارہ گر جانا انہی کو پاسباں ہم نے

تمہارے نام پر ہی مر مٹے سب کچھ لٹا بیٹھے
تمہاری اس محبت پر بسایا اک جہاں ہم نے

غم جاناں، غم فرقت، شب ہجراں، جگر سوزی
ان ہی چار تنکوں پر بنایا آشیاں ہم نے

وصل کی اپنی مستی ہے ہجر کا لطف ہے اپنا
گزاری ہے وصال و ہجر کے ہی درمیاں ہم نے

وہ چشم سرگیں واللیل زلفیں والضحیٰ چہرہ
وہ دیکھی ہیں جمالِ یار زیبائیاں ہم نے

ہزاروں گلستانوں میں ہزاروں لالہ زاروں سے
جو دیکھا منفرد پایا یہ مہری گلستاں ہم نے

تمہارے آستانے پر جو سالک سر جھکا بیٹھے
زباں والوں کو بھی دیکھا یہاں پر بے زباں ہم نے

☆

کسی کے دردِ کو دل میں چھپا کے بیٹھے ہیں
غمِ جہان کو سینے لگا کے بیٹھے ہیں

بٹھا کے دل میں ہم تصویرِ جانِ جاناں کو
کہ بزم لاالہ اِلہ اِلاّ سجا کے بیٹھے ہیں

نہیں ہے غم مجھے جل جانے آشیانے کا
ہم تو خود کو بھی کب کا جلا کے بیٹھے ہیں

ملے گا حاصلِ مقصد تو جائیں گے در سے
کہ اپنی کشتیاں ہم بھی جلا کے بیٹھے ہیں

ملی جو دار تو دارین کا ثواب ملا
نوید ان کو جو فتویٰ لگا کے بیٹھے ہیں

کبھی تو لائے گی نسیمِ سحر پیام ان کا
ہوا کے رخ پہ نشیمن بنا کے بیٹھے ہیں

نہ پوچھ لذتِ تنہائی ہم سے اے ناصح
ہم اپنی اک نئی دنیا بسا کے بیٹھے ہیں

کرے نہ رشک کیوں دنیا ان کی قسمت پر
جو اپنے یار کے پہلو میں جا کے بیٹھے ہیں

کریں وہ فکرِ فردا کا غم ہی کیوں واعظ
جو دل میں یاد کی شمع جلا کے بیٹھے ہیں

ملے گی ان کو ہی قربت تمہاری اے سالک
تمہارے نام پہ جو سب کچھ لٹا کے بیٹھے ہیں

☆

تری بات میں اک بات ہے تری بات کی کیا بات ہے
جو سمجھ گیا بنی بات ہے نہ سمجھ سکا تو نہ بات ہے

یہ ستم ترا یہ کرم ترا یہ جفا تری یہ وفا تری
تیرے پیار کے ہیں یہ مرحلے تیرے عشق کی سوغات ہے

جب ساری دنیا سو گئی تو آسماں پر غل ہوا
لب حور و غلماں مرحبا کیا بات کیا بات ہے

تیری آرزو تری جستجو مرے لب پہ ہو تری گفتگو
ترے عشق میں میں فنا رہوں ترا عشق میری نجات ہے

میں دعا عطا نہیں جانتا ترے نام پر ہوں فدا ہوا
یہ کرم نہیں تو ہے اور کیا تری بزم میں میری بات ہے

تری ذات ہے مرا آسرا نہیں اور کوئی خدا گواہ
جو ہوں میں کچھ تو تجھی سے ہوں تری اک نظر کی یہ جہات ہے

میرے لب پہ نغمے ترے ہی ہیں مرے دل پہ صدمے ترے ہی ہیں
جو جگر میں سوز و گداز ہے تری ذات ہے تری بات ہے

ترے در پہ سجدے روا ہوئے جو قضا تھے سالک ادا ہوئے
کبھی نامہ بر یہ بھی خبر دے ملاقات ہے ملاقات ہے

☆

نہ خزاں سے کوئی خلش مجھے نہ سکوں ہے فصلِ بہار سے
مجھے گویا سب کچھ مل گیا تو نے ہنس کے دیکھا جو پیار سے

کہیں اور جا کے برس لے اب کوئی کہہ دے ابرِ بہار سے
میں تو تیرے غم کا اسیر ہوں مجھے کیا غرض ہے قرار سے

تو نے دردِ غم جو عطا کیا ترے اس کرم کا ہے شکریہ
میں تو اک خزاں کا وہ شجر تھا جو نوازا برگ و بار سے

رہ کے تیرے پیار میں مجھ کو ملا کیا کچھ نہیں
پیوستہ ہے میری زندگی تیرے اس در و دیوار سے

وہاں کٹ گئی تھیں انگلیاں یہاں ہاتھ رکھے جگر پہ ہیں
نہ ہی ہوش ہے نہ خرد رہی تری اک نظر کے وار سے

مجھ کو ایسی زندگی پر رشک سالکؔ کیوں نہ ہو
مل رہی ہو جو روشنی جسے آستانہ یار سے

☆

تیرے نام سے ملی راحتیں تیرا نام دل کا سکون ہے
جو نظر سے ہم کو پلا گئے وہ جام دل کا سکون ہے

سبھی اُس کی ہیں کرشمہ سازیاں وہی حرم میں وہی بت کدے
کہیں وہ رحیم کے نام سے کہیں رام دل کا سکون ہے

کہیں بزم میں ہے وہ جلوہ گر کہیں دل کے خانہ نہاں میں ہے
پائے خار صحرا نوردیاں ہر گام دل کا سکون ہے

کہیں رنگ و روپ بہار کا کہیں جھلک بادِ سموم کی
کہیں صبح اجل کی داستاں کہیں شام دل کا سکون ہے

کہیں حسرتیں ہیں نوحہ کناں کسی بے کسی کے مزار پر
کہیں گردشوں میں جو مل گیا وہ پیام دل کا سکون ہے

وہی حسن کی ہے ستم گری وہی درد عشق گداگری
کبھی اُن کے سالک نگر گئی کہ سلام دل کا سکون ہے

☆

ان سے کہنے کو جی نہیں چاہتا
دل جلانے کو جی نہیں چاہتا

کیسے میں مرحلوں سے گزرا ہوں
کچھ بتانے کو جی نہیں چاہتا

سوچتا ہوں کہ بھول جاؤں مگر
بھول جانے کو جی نہیں چاہتا

ایسا نہ ہو وعدہ خلاف ہو جائے
آزمانے کو جی نہیں چاہتا

وہ بھی کہہ دیتے کہ کوئی بات نہیں
بس سامنے آنے کو جی نہیں چاہتا

پیار اک نازک لطیف شے ہے
سنگ اٹھانے کو جی نہیں چاہتا

اپنی ہی بات کچھ ہو گئی ایسی
کہوں زمانے کو جی نہیں چاہتا

بات سالک کی چل گئی ہو گی
لب پہ لانے کو جی نہیں چاہتا

☆

یاد تیری میں ہوا آ دیکھ لے دل گیر کون
کون ہے بیمارِ غم اور غم کی ہے تصویر کون

کچھ بتائیں گے ہمیں تھا جن کا دعویٰ پیار کا
شروع اس کی کس نے کی اور لے گیا آخیر کون

قید میں بلبل تو نغمے وطن کے گاتی رہی
کان میں ڈالے گا راز قید کی تاثیر کون

دیکھتا ہوں کھینچا تانی پیار کی بستی میں میں
لوٹ کر راہِ وفا کی لے گیا جاگیر کون

احسن تقویم کا کس کو ملا ہے مرتبہ
ثمہ رددنہ سافلیں کی بن گیا تفسیر کون

حرص و ہوس کی آگ میں اشرف سے تو احقر ہوا
ورنہ یوں تیرے سوا تھا صاحبِ توقیر کون

خود فریبی کے اندھیروں سے نہ گر تو بچ سکا
تو بتا یاں لائے گا پھر شمعِ تنویر کون

ان کا در جو چھوڑ کر سالک کہیں جاتا رہا
ان کی نظروں کے سوا بدلے گا پھر تقدیر کون

☆

چھیڑ کر جب بات کوئی دل لگی کی بہہ گیا
نام اُن کا میرے لب پر آتے آتے رہ گیا
بھول سکتی ہی نہیں اور نہ بھلائی جا سکی
بات ایسی جانے والا جاتے جاتے کہہ گیا
روٹھ کر او جانے والے حال میرا کیا ہوا
کس طرح دل پر ہے گزری کس طرح میں سہہ گیا
یہ کبھی سوچا نہ تھا کہ ہوں گے ایسے حادثات
پیار میں جو چوٹ کھائی دل تڑپ کر رہ گیا
آنکھ سے آنسو گرا جو ضبط بندھن توڑ کر
رازِ دل وہ انجمن میں چوری چوری کہہ گیا
یاد کرتا ہوں جو سالکؔ یاد کچھ پڑتا نہیں
بھول بیٹھا ہوں میں ہر غم بس غم تمہارا رہ گیا

☆

اے دل لگی ترا شکریہ آمد ان کی فصل بہار میں
چار سو ہیں مہک اٹھے کھلے پھول اجڑے دیار میں

یہ ترے کرم کی ہے داستاں کرے کس طرح سے زباں بیاں
تری وسعتوں کو اے جانِ جاں لاؤں کس طرح میں شمار میں

اے چہرہ انور ضوفشاں اے شمع محفلِ دلبراں
ہیں سب جہان کی مستیاں تری اک نظر کے خمار میں

یہ نوازشیں یہ عنایتیں یہ روایتیں یہ حکایتیں
یہ جو محفلیں یہ جو رونقیں تری یاد میں ترے پیار میں

میری ابتدا تری آرزو میری انتہا تری جستجو
انتہائے شوق تھی جو لے گئی کوئے یار میں

ہے اُن کا کرم جو بے بہا مجھے ان کی نظروں کی ہے عطا
ہے تو سالک اُن کا ہی خاکِ پا لائیں گر وہ اپنے شمار میں

☆

حسن کو دل مچل لکھوں کہ عاشق کی اجل لکھوں
تجھے لکھوں حسیں پیکر ہجر لکھوں وصل لکھوں

وہ تیری سادگی معصومیت چہرے کی افشانی
میں شاعر کا تخیل لے کے تجھ پر اک غزل لکھوں

تجھے اپنی اداؤں سے ہے بے خبری عجب یہ ہے
غضب کیا ڈھا رہی ہیں یہ محبت کا قتل لکھوں

تمہاری بے خیالی بھی خیالوں کا ہی مسکن ہے
تمہاری مسکراہٹ کو بہاروں کا بدل لکھوں

تمہیں میں دیکھتا ہی رہ گیا تھا اجنبی بن کر
تمہیں اب سوچتا رہتا ہوں یوں صبح ازل لکھوں

تری بکھری ہوئی تصویر جو میرے خیالوں میں
میں لفظوں کی سجاوٹ دے کے چہرہ اک کنول لکھوں

تری وہ شربتی آنکھیں سیاہ زلفوں کی خمداری
حیا کا اک عمل لکھوں گھٹا کا اک دِخل لکھوں

تمہارے اس سراپا سے ٹپکتا ہے دیہاتی روپ
حسن کو یوں چھپا رکھنا میں اُس کا اک فضل لکھوں

میں اس شہکار کی تعریف میں کیا کیا لکھوں سالک
جسم نازک سنبل لکھوں چشم آہو مثل لکھوں

☆

چپ چاپ وہ تو منہ کو چھپا کر چلے گئے
اک آگ حسرتوں کی لگا کر چلے گئے

کس کو سناؤں درد بھری داستانِ غم
تم ہی تو تھے جو آنکھ بچا کر چلے گئے

کافر ہے جس کو زندگی تم سے عزیز ہے
کیوں دامن حیات چھڑا کر چلے گئے

تم ہی بتاؤ کیسے بھلاؤں تمہاری یاد
تم تو ہماری یاد بھلا کر چلے گئے

صحن چمن میں میرے بھی فصلِ بہار پہ
آئے تھے چار دن پھر آ کر چلے گئے

آئے تھے غمگسار مرا حال پوچھنے
وہ بھی تمہاری یاد دلا کر چلے گئے

سالکؔ تمہارے ساتھ جو گزری تھی چند روز
اُس زندگی کو خواب بنا کر چلے گئے

☆

گو تم نے اپنا اصل بھی چہرہ دکھا دیا
پھر بھی اے جانِ جاں مجھے تم سے نہیں گلہ

وہ اور ہوں گے کرتے ہیں جو پیار کے شکوے
کرتے ہیں ہم تو اپنی ہی قسمت کا شکریہ

میری یہی دعا ہے رہو زندگی بھر خوش
جھوٹا ہی سہی تم نے مجھے پیار تو کیا

ہم سمجھتے ہیں تم کو کیا حالات نے مجبور
ورنہ کسی صورت نہ تھے تم اتنے بے وفا

محبت کا تو مفہوم ہی الزام ہے الزام
یہ پیار میں بدنامیاں زیور ہیں پیار کا

نفرت سے ہی جو لو گے' لو گے تو میرا نام
یوں بھی تری زبان سے چرچا مرا ہوا

محبت عجیب فلسفہ انداز عجب ہے
نفرت کے روپ میں بھی تو دل میں وہی رہا

اپنا ضمیر مطمئن اور پر سکون ہے
سالکؔ کسی کی ذات کو رسوا نہیں کیا

☆

جی رہا ہوں فقط نام تمہارا لے کر
مطمئن ہوں تری نسبت کا سہارا لے کر

ہم نہ مانگیں گے کبھی اپنی محبت کا صلہ
یاد کر لینا کبھی نام ہمارا لے کر

اک نظر ہم پہ بھی نظروں کی عطا ہو جائے
ہم بھی دیکھیں تو ذرا تاب نظارا لے کر

ترے دیوانوں میں اک بات عجب دیکھی ہے
جان دے دیتے ہیں فقط ایک اشارہ لے کر

ترے سودائیوں کو دیکھا تو گزر جاتے ہیں
بحرِ ظلمات کے طوفاں بھی کنارا لے کر

آنکھ پُرنم نہ رہے درد ترا درد نہیں
آؤ دیکھو تو سہی درد ہمارا لے کر

اُن کی صورت کے سوا درد کا چارہ نہ ہوا
چارہ گر پھرتے رہے درد کا چارہ لے کر

ترے دیوانوں میں سالکؔ کا پکارا جانا
جھوم اٹھے ہیں یہ قسمت کا ستارہ لے کر

☆

کیا بات ہوئی بھول گئے یاد ہماری
اب تک تو مجھے یاد ہے وہ بات تمہاری

گزرے گی بھلا کیسے کڑی دھوپ میں اُس کی
ہو جس نے تری زلفوں کی چھاؤں میں گزاری

پھر شکل نسیم آئی تری یاد ستانے کو
شب بھر بھی رہی پر نم یہ آنکھ ہماری

غیروں کو شرف حاصل دیدارِ تو جاناں کا
وہ رخ کو چھپا بیٹھے آئی جو مری باری

اپنے پرائے ہوئے سب دوست بھی دشمن
انعام یہ ہم پر بھی محبت کے ہیں جاری

گزرا جو کبھی سالکؔ میں کوچہءِ جاناں سے
سنگ ریزوں کی صورت میں چلی باد بہاری

دنیا

آ تجھ کو بتاؤں کہ کیا دیتی ہے دنیا
بیتے ہوئے دن یاد دلا دیتی ہے دنیا
اغیار کے در پر بھی جھکا دیتی ہے دنیا
اک آتشگ سی سینے میں لگا دیتی ہے دنیا
ہنسا دیتی ہے دنیا تو رلا دیتی ہے دنیا
محبت کا اک انداز نیا دیتی ہے دنیا
ہو جاتی ہیں راتوں کو نیندیں بھی حرام ان کی
راگ جن کو محبت کا سنا دیتی ہے دنیا
کچھ درد و الم کا جو چاہو گے مداوا
زخموں کی شکل میں ہی دوا دیتی ہے دنیا
راتوں کو بسائے یہ بچھونا تو صبح کو
پاؤں تلے پھولوں کو رلا دیتی ہے دنیا
کچھ اور ہی ہوتے محبت کے تقاضے
گو کانٹوں سے راہوں کو سجا دیتی ہے دنیا
گھبراتا نہیں قیدِ سلاسل سے کبھی عشق
جلتے ہوئے شعلوں پہ لٹا دیتی ہے دنیا

اِدھر آگ لگائی تو اُدھر آگ بجھائی
یہ کھیل تماشے بھی دکھا دیتی ہے دنیا
سینے سے لگا لیتے ہیں مطلب کو تو سب ہی
جب وقت پڑے آنکھ دکھا دیتی ہے دنیا
یوں ہوتے بھی دیکھا ہے اس بزم جہاں میں
زندہ ہے تو جینے کی سزا دیتی ہے دنیا
کافر کو مسلمان، مسلمان کو کافر
خود ساختہ فتووں سے بنا دیتی ہے دنیا
جو اپنی لگن میں ہیں بیگانہ جہاں سے
ان کو بھی خوابوں سے جگا دیتی ہے دنیا
جس ہاتھ میں لاٹھی ہے کہلاتی ہے بھینس اس کی
غربت کی یہاں خاک اڑا دیتی ہے دنیا
کچھ گیت ہوس کے تو کچھ نغمے حرص کے
یوں لوریاں دے دے کے سلا دیتی ہے دنیا
گو ہم نے بھی اک عمر گزاری ہے اسی میں
ہم کو نہ مگر اپنا پتا دیتی ہے دنیا
ہم نے ہی جو منہ موڑ لیا سالک پھر کیوں
پیچھے سے پھر ہم کو صدا دیتی ہے دنیا

اے کاش

مرے تازہ ولولوں کو کوئی دل گداز ملتا
کوئی نئی راہیں کھلتی کوئی آرزو بکھرتی
یہ جہان رنگ و بو میں کوئی سادگی کا پیکر
کوئی ہمسفر ہمارا کوئی چارہ ساز ہوتا

مری سوچ کا یہ محور مرے راستے کی منزل
کوئی کارواں ہی ملتا کسی یاد کے سفر میں
کوئی غمگسار ہوتا کوئی چارہ گر ہمارا
کہ بھٹک گئے ہیں راہ سے کوئی یاد ہی دلا دے

جھوٹی انا کی خاطر فانی سکوں کے بدلے
کوئی سدباب ہوتا فتنہ طرازیوں کا
شاید کہ جاگ جائیں شاید کہ ہوش آئے
کوئی دل نواز آئے کوئی دردمند بن کر

اے کاش حسرتوں کے کوئی اور پہلو ہوتے
اے کاش نغمہ سنتے اے کاش درد اٹھتا

کس راہ پہ کھو گیا ہے یہ وہ تری راہ نہیں ہے
جس کا ہے تو پجاری یہ وہ دیوتا نہیں ہے
تری آرزو مکمل تری جستجو ہے محکم
تو پیام بر کسی کا تو ہے راہنمائے منزل

اے کاش ان کی نظریں کبھی ہم پہ مہرباں ہوں
کبھی مضطرب ہو دل بھی کبھی منتظر ہوں ہم بھی
کبھی ہم تڑپ کے اٹھیں کبھی یاد کر کے روئیں
کوئی بھول کر ہی ہم کو ان کا پتا بتا دے

کوئی چشم گریہ پیہم کوئی دل فگار سالک
کوئی بے بسی میں اپنی نوحہ کناں مسافر
وہ ستم رسیدہ راہی جو لٹا ہو اپنوں ہی سے
کوئی درد مند اُس کا کوئی دلپذیر اس کا

اے کاش حسرتوں کے کوئی اور پہلو ہوتے
اے کاش نغمہ سنتے اے کاش درد اٹھتا

گیت

ساون آیا تم نہیں آئے
میرے گیت سہانے روٹھے
تم روٹھے ہو دنیا روٹھی روٹھے پیار زمانے روٹھے
سونی سونی دل کی نگریا سوہے نہ ہاتھ میں مورے گجریا
کس کی خاطر بندیا لگاؤں
سارے حیل بہانے روٹھے
توری دید کو نیناں ترسیں ساون جیسے چھم چھم برسیں
پیار میں تورے سدھ بدھ بسری
پریتم پریم پرانے روٹھے
آ جا آ جا ساجن آ جا آجا سوئے بھاگ جگا جا
تم بن نندیا روٹھ گئی ہے
میرے خواب سہانے روٹھے
روٹھی روٹھی رت ساون کی یاد ستائے رے ساجن کی
تم بن کیسے بیتے عمریا
مجھ سے اپنے بیگانے روٹھے



حضرت محمد عثمان سالک مہروی صاحب کی شاعری میں درد بھی ہے اور سوز و گداز بھی۔ آپ اپنے پیر و مرشد حضرت حکیم مہر دین ؒ کی محبت میں ڈوب کر شعر کہتے ہیں۔ نظم ہو یا غزل، منقبت ہو یا کافی۔ ہر صنف سخن میں یہی محبت، یہی جذبہ، یہی درد اور یہی ہجر و وصال کی لذتیں پنہاں ہیں۔

اقبال زخمی

ایڈیٹر ماہنامہ "لکھاری" لاہور